اصلاحی خطبات (۱۴)

حقوق العباد کا ایک اہم شعبہ

جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

Atif

بیان : جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ

موضوع : پڑوسیوں کے حقوق

ضبط و ترتیب : مولانا محمد کفیل خان ۔ (فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور)

مقام : بیت المکرم کراچی

باہتمام : محمد ناظم اشرف

کمپوزنگ : پیراگون گرافکس (نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور)

ناشر : بیت العلوم ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور۔

فون ۷۳۵۲۲۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور

ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور

ادارہ اسلامیات = چوک اردو بازار کراچی

دار الاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر ۱

بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر ۱

ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دار العلوم کراچی نمبر ۱۴

مکتبہ دار العلوم = جامعہ دار العلوم کراچی نمبر ۱۴

ادارۃ القرآن = چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی

﴿فہرست﴾

﴿پڑوسیوں کے حقوق﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِينُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ سَنَدَنَا وَ نَبِيَّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كثيرا اما بعد!

فاعوذ باللّٰه مِنَ الشَّيطٰن الرَّجيم بسم اللّٰه الرَّحمٰن الرَّحيم

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ (سورۃ نساء پ۵ آیت نمبر ۳۲)

صدق اللّٰه العظیم

اس آیت کریمہ کا مرکزی موضوع پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں ہے اور یہ بات کئی مرتبہ عرض کی جا چکی ہے کہ دین زندگی کے ہر گوشے اور حالات کے مطابق احکام کا مجموعہ ہے۔ صرف نماز روزہ کر لینے سے دین کے تمام تقاضے پورے نہیں ہوتے بلکہ حقوق العباد بھی دین کا ایک انتہائی اہم شعبہ ہے اور انھی شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔ "پڑوسیوں کے حقوق"

پڑوسی کا مقام:

آنحضرت ﷺ نے بے شمار احادیث مبارکہ میں پڑوسیوں کے حقوق بیان فرمائے ہیں لیکن آجکل سب چیزوں کی قدریں بدل گئی ہیں۔ اب تو یوں ہوتا ہے کہ بالکل برابر برابر مکان ہیں لیکن سالہا سال تک ملاقات کی نوبت نہیں آتی۔ ایک دوسرے سے جان پہچان نہیں ہوتی۔ جبکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ "جبرئیل اس کثرت سے پڑوسیوں کے بارے میں احکامات لیکر آتے تھے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ کہیں پڑوسی کو وراثت میں حصہ دار نہ بنا دیا جائے" (ترمذی۔باب ماجاء فی حق الجوار حدیث نمبر ۱) یعنی جب ایک

پڑوسی مر جائے تو اسکے باقی ماندہ مال میں جس طرح اسکے عزیز و اقارب شریک ہیں اسکے ساتھ پڑوسی کا حصہ بھی مقرر ہو جائے لیکن ہم اس حق کو اور شریعت کے اس حکم کو تقریباً فراموش کر بیٹھے ہیں اور اسکی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ تلاوت کردہ آیت کریمہ کی وضاحت کچھ اس طرح سے ہے کہ باری تعالیٰ نے اسکا آغاز ان الفاظ سے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھے سلوک کا معاملہ کرو۔ اس آیت کریمہ کی ترتیب اللہ تعالیٰ نے انتہائی عظیم الشان طرز پر رکھی ہے پہلے اپنی عبادت کا حکم فرمایا پھر اسکے بعد والدین سے اچھے سلوک کا حکم فرمایا کیونکہ اللہ کے بعد کسی بھی بندے پر اس کائنات میں سب سے زیادہ حق والدین کا ہے۔ گویا والدین سے بد سلوکی یا ان کی حق تلفی شرک کے بعد سب سے بڑا جرم قرار دیا گیا۔ علمائے کرام نے یہاں تک فرمایا کے والدین کے نافرمان کو مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا۔ (معاذاللہ) والدین کے بعد رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا رشتہ داروں کے بعد یتیموں سے اچھے سلوک کا حکم فرمایا پھر غرباء اور نادار لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم دیا۔

پڑوسی کی اقسام:

آگے فرمایا ﴿"والجارذی القربی والجارالجنب والصاحب بالجنب﴾" اس آیت مبارکہ میں پڑوسیوں کے لیے تین لفظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اب اگر ان تینوں الفاظ کا ترجمہ اردو میں کریں تو ایک ہی لفظ ہو گا یعنی "پڑوسی" کیونکہ اردو میں اتنی طاقت نہیں کے ان تینوں کا الگ الگ ترجمہ کرے۔ لیکن اصطلاح قرآنی میں یہ تینوں پڑوسیوں کی الگ الگ قسمیں ہیں۔

پہلی قسم:

پڑوسیوں کی پہلی قسم ہے " الجارذی القربی" یعنی وہ پڑوسی جو بالکل قریب ہو سب سے اہم حق اس پڑوسی کا ہے۔

دوسری قسم:

"والجارالجنب" یعنی وہ پڑوسی جسکے گھر سے گھر تو ملا ہوا نہیں ہے لیکن وہ قریب ہی ہے، اسی محلے اور گلی میں دو چار گھر چھوڑ کر رہتا ہے۔

تیسری قسم :

"والصاحب بالجنب" یعنی جو عارضی طور پر پڑوسی بن جائے گویا رفیق سفر یا ہم نشین۔ جو برابر کی سیٹ والا ہے وہ ہمارا پڑوسی ہے اسی طرح کسی اجتماع یا جلسے میں ہمارے برابر بیٹھنے والا ہمارا پڑوسی ہے۔ ان تینوں کا الگ الگ ذکر کر کے یہ بتایا کے ان تینوں کے الگ الگ حقوق ہیں۔ اب ان تینوں کی الگ الگ تفصیل سمجھ لیں۔

قریبی پڑوسی :

پہلی قسم "الجار ذی القربی" اسکی زیادہ مشہور تفسیر تو یہی ہے کہ وہ پڑوسی جو بالکل متصل ہو اور ملا ہوا ہو۔ اسکا حق تو اتنا زیادہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اگر اپنی جائیداد فروخت کرنی ہو تو پہلے اس پڑوسی کو پیشکش کرو کہ میں بیچنا چاہتا ہوں اگر تم نے لینا ہو تو معاملہ کر لو اس لیے کہ پہلا حق تمھارا ہے۔ اور اگر وہ جائیداد فروخت ہو جائے اور یہ بالکل ساتھ والا پڑوسی چاہے۔ تو حقِ شفعہ کا دعوی کر سکتا ہے کہ یہ جائیداد میں لوں گا، جس

سے وہ پہلا معاملہ ختم ہو جائے گا۔

ایک اور معنی

"الجار ذی القربی" کی ایک تفسیر اور بھی کی گئی ہے یعنی وہ پڑوسی جسکے ساتھ رشتہ دار کا تعلق بھی ہو۔ اور "الجار الجنب" سے مراد وہ پڑوسی ہے جو پڑوسی تو ہے مگر رشتہ دار نہیں ہے۔ "الجار ذی القربی" کی ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اس سے مراد ہے مسلمان پڑوسی اور "الجار الجنب" سے مراد ہے غیر مسلم پڑوسی۔

حدیث میں پڑوسی کی اقسام

اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا کہ بعض پڑوسی ایسے ہیں جن کے انسان پر تین حق ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کا، دوسرے رشتہ داری کا اور تیسرے پڑوسی ہونے کا۔ اور بعض پڑوسی وہ ہیں جن کے دو حق ہیں ایک مسلمان ہونے اور دوسرا پڑوسی ہونے کا۔ اور بعض وہ ہیں جن کا صرف ایک حق ہے یعنی مسلمان بھی نہیں، رشتہ دار بھی نہیں، صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے۔

غیر مسلم پڑوسی کا حق

یاد رکھیں! کہ غیر مسلم پڑوسی کا حق بھی ہے کہ اسے کوئی تکلیف نہ دو، اسکے دکھ درد میں شامل رہو، اسکے عقائد اور مذہب سے نفرت کا اظہار ہو لیکن اسکی ذات سے نفرت مت کرو۔ گویا نفرت اسکے مرض سے کرو، مریض سے نہ کرو۔

پڑوسی کے حقوق

حضور اکرم ﷺ نے پڑوسی کے چھ حقوق بیان فرمائے ہیں۔

پڑوسی کا پہلا حق

پڑوسی کا پہلا حق یہ ہے کہ اگر وہ محتاج ہے تو اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق اسکی احتیاج دور کرو اور اسکی ضرورت کو پورا کو۔ حضور ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا کہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جبکہ اسکا پڑوسی بھوکا ہو۔

گویا ایک پڑوسی کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے پڑوسی کے حالات سے باخبر اور آگاہ ہو کہ اسکے پاس کھانے پکانے کا سامان نہ ہو تو مہیا کرے۔

صرف زکوۃ مال کا حق نہیں

کچھ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ بس سال میں ایک مرتبہ زکوۃ دیدی اور اب سارے سال کی چھٹی ہو گئی۔ یہ فرمان نبوی ﷺ یاد رکھیئے گا ﴿انّ فی المال حقًا سوی الزکواة﴾ (ترمذی باب ماجاء ان فی المال حقا حدیث نمبر ۲) انسان کے مال میں زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔ بھوکے پڑوسی کو کھانا کھلانا بھی فرض اور واجب ہے۔ محض سنت اور مستحب والی بات نہیں ہے۔ کسی بھوک سے بیتاب بھوکے کو کھانا کھلانا فرض ہے۔

حق ماعون

اس طرح ایک اور حق کو بھی فقہاء کرام نے واجب قرار دیا ہے اور وہ ہے "حق ماعون" جسے "سورۃ الماعون" میں بیان فرمایا گیا۔ آیت کا

مفہوم یہ ہے کہ افسوس ہے ان نمازیوں پر جو دکھاوا کرتے ہیں اور ماعون کو بھی روکتے ہیں۔ ماعون کہتے ہیں روز مرہ چھوٹی موٹی برتنے کی چیزوں کو، معمولی استعمال کی چیز جس سے کوئی خاص نقصان نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی پڑوسی کوئی پلیٹ، یا چمچ وغیرہ لینے آ گیا یا تھوڑا سا نمک، مرچ مانگ لیا۔ یہ معمولی استعمال کی چیزیں بھی پڑوسی سے روکی جائیں تو اللہ تعالیٰ نے ایسے نمازیوں پر افسوس فرمایا کہ نماز تو ادا کرتے ہیں مگر ماعون کو بھی روکتے ہیں۔

قابلِ غور بات

لیکن ایک بات ذہن میں رکھیئے کہ اس سے مراد وہ چھوٹی موٹی چیزیں ہیں کہ جن کے دینے سے کوئی خاص نقصان نہیں ہوتا۔ بڑی بڑی قیمتی اشیاء اس وعید میں داخل نہیں اور ایسے ہی اگر کوئی پڑوسی چھوٹی موٹی چیزوں میں بھی روز کی عادت ہی بنالے کہ دوسرے کو بالکل پریشان کر کے رکھدے اور وہ تنگ آ کر چیزیں دینے سے انکار کر دے تو وہ بھی اس افسوس میں داخل نہیں۔

پڑوسی کادوسرا حق

پڑوسی کادوسرا حق یہ بیان فرمایاکہ اگر وہ کبھی قرض مانگے تو اسے قرض دیدو قرض کے بارے میں شرعی تفصیل یہ ہے۔ کہ اگر کھانے پینے سے عاجز آچکا ہو اور بالکل محتاج ہو تو اس صورت میں قرض دینا فرض اور واجب ہے۔ اور اگر ایسی صورت تو نہ ہو بلکہ ویسے ہی کسی ضرورت کے لیے مانگ رہا ہو تو قرض دینا حسنِ سلوک کا تقاضا ہو گا اور یہ شرعاً مستحب ہے۔ قرض دینے کی فضیلت میں احادیث مبارکہ بہت کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔ بلکہ بعض علماء کرام نے تو یہاں تک فرمایاکہ قرض دینے میں ہدیہ دینے کی نسبت زیادہ ثواب ہے، اسی لیے بہت سے اللہ والوں کا یہ معمول رہا ہے کہ جب ان سے کوئی پیسے مانگتا تو کہتے اچھا یہ پیسے تو لے لو لیکن یہ قرض ہے۔ اور جب ادائیگی کا موقع آتا تو معاف کر دیتے اور اسکی وجہ یہ بیان کرتے کہ اس میں دوہرا ثواب ہے قرض دینے کا ثواب الگ اور قرض معاف کرنے کا ثواب الگ۔

آجکل قرض دینے والا یوں کرے

لیکن آجکل کسی کو قرض دیکر واپس لینا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن سا ہو گیا ہے۔ اس لیے حضرت تھانویؒ کا معمول تھا کہ اگر کوئی قرض مانگتا تو بس اتنا ہی دیتے کہ اگر واپسی نہ ہو تو کوئی صدمہ اور پریشانی نہ ہو۔ کیونکہ قرض دینے کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔ پھر قرض کی واپسی میں تنگدست مقروض کو مہلت دینے کی بہت زیادہ فضیلت ہے اور قرض معاف کر دینے کی سب سے زیادہ فضیلت ہے۔

پڑوسی کا تیسرا حق

پڑوسی کا تیسرا حق سرور دو عالم ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ اگر پڑوسی کے یہاں کوئی خوشی ہو تو اسکی خوشی میں شریک ہو اور اسے دعائیں دو۔ مثلاً اولاد ہوئی یا کسی کو اچھی ملازمت ملی یا کاروبار میں ترقی ہوئی تو جا کر اسے مبارکباد پیش کی جائے۔

مبارکباد رسماً نہ دیں

ہم یہ تمام کام تو کرتے ہیں کہ مبارکباد وغیرہ پیش کرتے ہیں لیکن محض رسماً کرتے ہیں، اس لیے کہ اس نے فلاں وقت میں یہ معاملہ کیا تھا، اگر میں نے نہ کیا تو وہ ناراض ہو گا۔ محض پلٹاوے کے طور پر کرتے ہیں ثو اب کے طور پر نہیں، جبکہ ہونا یہ چاہیے کہ مبارکباد محض رسماً نہ ہو کہ جب بھی مبارکباد پیش کرنے جائیں تو مٹھائی کا ڈبہ ضرور لے کر جائیں چاہے کھانے والا کوئی نہ ہو بلکہ ڈھیر لگ جائیں لیکن یہ رسم ضرور پوری کرنی ہو گی۔ ان رسموں کی پابندی کا سنت سے کوئی تعلق نہیں ہاں ویسے ہی خوشدلی اور دل کے واعیہ سے ہدیہ لیجانے میں کوئی حرج نہیں، اسے ملاقات کا لازمی حصہ نہ سمجھا جائے۔

ایک عہد کریں

لہٰذا آج سے یہ عہد کریں کہ کسی کو مبارکباد پیش کریں گے تو محض رسماً نہیں بلکہ اتباع سنت، ثواب اور نیکی کے جذبے سے سرشار ہو کر

دوسرے مسلمان خصوصاً پڑوسی کو مبارک باد پیش کریں گے۔

پڑوسی کا چوتھا حق

پڑوسی کا چوتھا حق یہ بیان فرمایا کہ اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو اس سے تعزیت کرو۔ تعزیت کا معنی ہے تسلی دینا یعنی اگر اسکی تکلیف کو دور کرنا ممکن ہے تو دور کر دو اور اگر دور کرنا ممکن نہیں تو تسلی دے دو، مثلاً کوئی فوت ہو جائے تو اسے زبانی طور پر تسلی دیکر ہمدردی کا اظہار کرو۔ کسی کا دل غم میں ڈوبا ہوا ہے اسے جا کر ایسے جملے کہنا جس سے اسکے دل کو سکون اور ٹھنڈک محسوس ہو اسکا نام تعزیت ہے۔

تعزیت کا غلط طریقہ

لیکن ہم نے تعزیت اس چیز کا نام رکھ لیا ہے کہ مرنیوالے کے لواحقین کو خوب رلانا، یعنی کوئی بھی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے میت کے لواحقین کو خوب رونا آئے، صدمہ میں مزید اضافہ ہو، جذبات کو

ابھارا جائے۔ خصوصاً خواتین میں یہ بیماری بہت ہی زیادہ پائی جاتی ہے۔ ان کے نزدیک بس تعزیت کا مفہوم یہی ہے کہ خود بھی روئیں اور دوسروں کو بھی رلائیں۔

تعزیت کا صحیح طریقہ

خوب سمجھ لیں کہ یہ تعزیت نہیں ہے بلکہ تعزیت کا معنی ہے تسلی دینا، زبانی طور پر کوئی لمبی چوڑی بات کرنا بھی ضروری نہیں ہے، بس اتنا کہہ دینا بھی کافی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ آپکو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ گویا تعزیت کا مفہوم یہ نکلا کہ ہر وہ کام اختیار کرنا جس سے غمزدہ کا غم شرعی حدود کی پابندی کے ساتھ ہلکا ہو جائے تعزیت کہلاتا ہے۔

پڑوسی کا پانچواں حق

محسن انسانیت ﷺ نے پڑوسی کا ایک حق یہ ارشاد فرمایا کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اسکی عبادت کرو۔ لیکن یہ بیمارپرسی اور تیمارداری اس طرح

ہو کہ اس بیمار کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ کیونکہ عیادت کرنا بھی بہت باعثِ اجر عمل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ﴿انّ لمسلم اذا عاد اخاہ المسلم لم یزل فی خرفة الجنة حتی یر جع﴾ (مسلم۔باب فضل عیادة المریض) "جب کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی عیادت کے لیے جاتا ہے تو گھر سے نکلنے سے لیکر واپسی تک پورے عرصے جنت کے باغ میں رہتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ عیادت کے لیے جانے والے مسلمان کی واپسی تک سترہ ہزار فرشتے اس کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

عیادت کا صحیح طریقہ

یہ تمام ثواب اس وقت ملے گا جبکہ عیادت پورے آداب اور طریقے سے کیجائے، یعنی جسکی عیادت کرنے جارہے ہیں اسے کوئی تکلیف یا پریشانی نہ ہو۔ مثلاً ایسے وقت میں جانا جو مریض کے آرام کا وقت ہو، اس وقت یہ عیادت اس مریض کے لیے تسلی تو نہ رہی البتہ الٹا باعث پریشانی بن گئی۔ اس لیے حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس کا مفہوم یوں ہے کہ تم میں سے جو کوئی بھی عیادت کرے تو وہ ہلکا پھلکا رہے "یعنی جتنا جلد ہو سکے واپس آجائے۔ بس

مریض کا حال دریافت کرے، اسے تسلی کے الفاظ کہے اور ہو سکے تو پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعاء کرے اور پھر جلد واپس آجائے، زیادہ دیر تک نہ بیٹھے۔ ہاں اگر مریض سے ایسا بے تکلف ہے، جسکے زیادہ دیر بیٹھنے سے مریض کو پریشانی اور گرانی نہ ہو تو اسکے لیے زیادہ دیر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا دلچسپ واقعہ

حضرت عبداللہ بن مبارک جو اونچے درجے کے بزرگوں میں سے تھے اور انتہائی مشہور عالم تھے اس لیے جب بیمار ہوئے تو بہت سے لوگ عیادت کو آئے، ان میں ایک بے چارہ ایسا بھی آگیا جو آداب عیادت سے نا واقف تھا۔ وہ عیادت کے لیے بیٹھا اور جم کر بیٹھ گیا اور شیخ ابن مبارکؒ مروت میں خاموش رہے۔ اس طرح کئی گھنٹے گزر گیے، لوگ آتے جاتے رہے مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے بہت تنگ آکر فرمایا کہ ایک تو بیماری کی تکلیف ہے، دوسرے لوگوں کو آداب عیادت بھی معلوم نہیں اس سے اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ وہ بیوقوف اب بھی نہ سمجھا اور کہنے لگا۔ حضرت! اگر آپ فرمائیں تو دروازہ بند کر دوں تا کہ کوئی اندر آہی نہ

سکے۔ حضرت نے فرمایا ہاں بھائی بند کر دو لیکن اندر سے نہیں باہر سے بند کرنا۔ حاصل یہ نکلا کہ عیادت کرنی ہو تو ایسے کی جائے کہ مریض کو کوئی گرانی اور پریشانی نہ ہو۔

پڑوسی کا چھٹا حق

رحمت عالم ﷺ نے ایک حق یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر پڑوسی کا انتقال ہو جائے تو اسکے جنازے میں شرکت کی جائے، جس سے جنازے میں شرکت کا ثواب بھی ملتا ہے اور پڑوسیوں سے غمخواری پر اجر بھی ملتا ہے۔

حاصلِ کلام

حاصلِ کلام یہ کہ پڑوسی کے کل چھ حقوق ہوئے۔ (۱) محتاج کی حاجت پوری کرنا (۲) قرض دینا (۳) خوشی میں شرکت کرنا (۴) غم میں تسلی دینا (۵) عیادت کرنا (۶) انتقال کی صورت میں جنازے میں شرکت کرنا۔ لیکن پڑوسی کے حقوق صرف یہی چھ نہیں ہیں بلکہ جہاں تک ہو سکے

پڑوسی سے حسن سلوک کرنا خیر ہی خیر اور ثواب ہی ثواب ہے۔ ایک بات کا اور خیال رکھا جائے کہ اگر پڑوسی کا کوئی عیب معلوم ہو جائے تو اسکی پردہ پوشی کی جائے اس لیے کہ حضور ﷺ نے یہ بھی پڑوسی کا حق بیان فرمایا ہے کیونکہ جو کسی کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے اللہ اسکے عیب چھپاتا ہے۔

حضرت ابو حمزہ سکریؒ کا واقعہ

جتنے بھی بزرگ گذرے ہیں ان کا اپنے پڑوسیوں سے اتنا عمدہ معاملہ ہوتا تھا کہ لوگ ان کے پڑوسی ہونے پر فخر محسوس کرتے تھے۔ ایک بہت مشہور محدث ابو حمزہ سکری کے نام سے گذرے ہیں۔ انکا نام سکری یوں مشہور ہوا کہ عربی میں سکر نشے کو کہتے ہیں، انھیں اس لیے سکری کہتے تھے کہ ان کی باتیں سن کر سننے والے پر ایک قسم کا نشہ طاری ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی ضرورت کیوجہ سے اپنا مکان بیچنے کا ارادہ کیا اور خریدار سے بات چیت بھی ہو گئی، اہل محلہ کو معلوم ہوا تو سارے محلے والوں کا وفد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ ہمیں اپنے پڑوس سے محروم نہ کریں اور مکان فروخت کرنے کی وجہ بتائیں؟ تو حضرت ابو حمزہ سکری نے

فرمایا کہ بھائی کچھ ضرورت ہے جس کیوجہ سے مکان بیچنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ تو تمام اہل محلّہ نے کہا کہ حضرت! جتنی رقم میں مکان فروخت کرنا چاہتے ہیں ہم اتنی رقم بطور ہدیہ آپکی خدمت میں پیش کرنے کو تیار ہیں لیکن آپ ہمیں اپنے پڑوس سے محروم نہ کریں۔ یہ صرف اس لیے تھا کہ حضرت ابو حمزہ سکریؒ اپنے پڑوسیوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔

مفتی اعظم دیوبند کا پڑوسیوں سے حسنِ سلوک

کوئی کسی مقام تک ایسے ہی نہیں چلا جاتا بلکہ کچھ اعمال ہوتے ہیں جو کسی منصب تک لے جاتے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ اپنے والد صاحب سے انکے استاد اور دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ کے بارے میں سنا کہ مفتی صاحب کا روزانہ یہ معمول تھا کہ مدرسے جانے سے پہلے پڑوس میں بیوائیں اور دیگر خواتین جن کے گھر کوئی سودا لانے والا نہیں ہوتا تھا انکے گھر جاکر فرماتے کہ جو کچھ منگوانا ہو مجھے بتادو میں لادوں گا۔ پھر ان سے پیسے لیے، سودا خرید ااور ایک ایک کے گھر میں پہنچایا۔

پھر اسی پر بس نہیں بلکہ کوئی کہتی کہ مفتی صاحب! یہ سودا تو آپ غلط لے آئے، میں نے تو کچھ اور منگوایا تھا، میں نے تو فلاں چیز اتنی منگوائی تھی آپ زیادہ لے آئے ہیں۔ یہ سن کر فرماتے اچھا کوئی بات نہیں میں دوبارہ چلا جاتا ہوں۔ پھر جا کر دوبارہ ان کا سودا لے آتے۔ یہ سب دین ہے۔ صرف چند اعمال ظاہری کا نام دین نہیں بلکہ اپنے پڑوسیوں کی خدمت کرنا اور ان کی خبر گیری کرنا یہ بھی سب دین میں شامل ہے۔

پڑوسی صرف ہم مرتبہ نہیں

پڑوسی صرف کوٹھی اور بنگلے والا نہیں بلکہ جھونپڑی والا بھی پڑوسی ہے۔ ان تمام باتوں میں سب سے اہم اور قابل غور بات یہ ہے کہ پڑوسی وہ نہیں ہے، جو ہمارا ہم مرتبہ ہو۔ اگر ہمارا بنگلہ ہے تو اسکا بھی بنگلہ ہو۔ اگر میرا بنگلہ ہے اور ساتھ والے کی جھونپڑی ہے تو وہ پڑوسی نہیں ہے۔ یاد رکھیں! پڑوسی سب برابر ہیں۔ بنگلہ، کوٹھی والا بھی اور جھونپڑی و جھگی والا بھی بلکہ اس کچی جھونپڑی والے کا حق بنگلے والے سے بھی زیادہ ہے۔ اس لیے کہ بنگلے والا تو خود کفیل ہو سکتا ہے لیکن ممکن ہے کہ جھونپڑی والا خود کفیل نہ ہو۔

غریب کو حقیر نہ جانو

لیکن آج کل بڑی بری وبا چل پڑی ہے کہ جو ہمارے اسٹیٹس کا ہو وہ تو پڑوسی ہے، اسکے ساتھ گھلنا ملنا بھی ہے اور خوشی و غمی میں شرکت بھی کرنی ہے۔ لیکن غریب پڑوسی کا کوئی حق نہیں۔ پڑوسی تو دور کی بات آجکل تو رشتہ داروں کے بارے میں یہ معیار قائم ہے کہ جو رشتہ دار معیار کے مطابق ہے اس کے ساتھ تو ملنا جلنا سب کچھ ہے اور جو بے چارہ غریب ہے، اسے رشتہ دار کہتے ہوئے بھی شرماتے ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ اور ایک غریب کی دلداری

قربان جائیں سرکار دو عالم ﷺ کی ایک ایک ادا پر، ہر ہر بات میں کیسی عجیب تعلیمات چھوڑ گئے ہیں۔ مدینہ منورہ میں "مناخہ" نامی ایک بازار تھا (جو اب بھی اس نام سے ہے۔ مناخہ کا معنی ہے وہ جگہ جہاں سواری روکی جائے) اس بازار میں اکثر لوگوں کی تو دکانیں تھیں کوئی اکا دکا خوانچہ فروش بھی آجاتا تھا۔ ایک صحابیؓ ظاہر نامی تھے، وہ مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر رہتے

تھے، کوئی دکان وغیرہ تو تھی نہیں، ویسے ہی کھڑے ہو کر سودا بیچتے تھے۔
ایک تو بے انتہا غریب، دوسرے شکل وصورت کے اعتبار سے بھی کچھ کمزور
تھے۔ جب کبھی حضور ﷺ اس بازار میں جاتے تو سب سے زیادہ توجہ اسی
صحابی پر فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ سامان بیچ رہے تھے حضور ﷺ انتہائی
شفقت سے دبے پاؤں گئے اور اس صحابی کو کولی بھر کر پکڑ لیا اور آنکھوں پر
ہاتھ رکھ کر بند کر دیا۔ انھوں نے گھبرا کر کہا کون ہے؟ تو حضور ﷺ نے
آواز لگائی کہ اس غلام کو مجھ سے ایک درہم میں کون خرید تا ہے؟ حضرت
ظاہرؓ آواز سے پہچان گئے۔ انھوں نے اپنی کمر کو اور پیچھے کیا اور حضور ﷺ
سے ملنے کی کوشش کی اور عرض کیا کہ یا رسول ﷺ! اگر آپ مجھے بیچنا
چاہیں گے تو مجھے بہت کھوٹا پائیں گے، کوئی میری قیمت لگانے کو تیار نہ ہوگا
کیونکہ میں تو بالکل بے قیمت ہوں اور حقیر ہوں۔ جواب میں حضور ﷺ نے
فرمایا اے ظاہرؓ! دنیا والے تمہیں کتنا ہی کھوٹا سمجھیں لیکن اللہ کے نزدیک تم
کھوٹے نہیں ہو، اللہ کے نزدیک تمھاری بہت قیمت ہے۔ غور فرمائیں کہ
سارے مالداروں کو چھوڑ کر، دو جہاں کے سردار ﷺ اسکی طرف متوجہ ہو
رہے ہیں جس کی طرف کوئی توجہ دینے کو تیار نہیں۔ لہذا زیادہ توجہ ان کی

طرف ہونی چاہیے جو بے سر و سامان تنگ دست و تہی دامن ہیں۔

پڑوسی کی تیسری قسم

تیسری قسم "صاحب بالجنب"۔ یعنی وہ پڑوسی جو عارضی طور پر ساتھ ہو گیا ہو یعنی رفیقِ سفر یا ہم نشین جو بس یا جہاز میں غرض کسی بھی جگہ پر برابر والی سیٹ پر بیٹھا ہے۔ وہ ہمارا "صاحب بالجنب" ہے اور "صاحب بالجنب" کی تفصیل میں وہ آدمی بھی شامل ہے جو ہمارا ہم پیشہ ہو۔ اس تھوڑی دیر کے ساتھ میں یہ کوشش ہو کہ ہم اپنے برابر والے کو کچھ راحت اور سکون پہنچانے کی کوشش کریں۔

کتنا آسان کام؟

"بس" میں آدھے گھنٹے کا یا دو گھنٹے کا سفر کرنا ہو تو تھوڑی سی دیر تکلیف اٹھانے سے کوئی قیامت نہیں آجائے گی۔ اگر ایثار کر کے برابر والے کو کچھ فائدہ پہنچا دیا جائے تو اس برابر والے کو آرام ملے گا اور آپ کے لیے بے حساب اجر لکھا جائے گا۔

ایک اہم مسئلہ

ایک اور مسئلہ قابل غور ہے جس میں بہت کوتاہی برتی جاتی ہے۔ ریل میں سفر کررہے ہوں تو ہر آدمی کو سیٹ پر بیٹھنے کا حق حاصل ہے۔ اور آپ نے پہلے جاکر چار آدمیوں کی جگہ گھیر لی اور کسی دوسرے مسافر کو بیٹھنے نہیں دیتے۔ آپ لیٹے ہوئے ہیں اور وہ کھڑا ہو کر جارہا ہے، یہ "صاحب بالجنب" کی حق تلفی ہے کیونکہ اسے بھی بیٹھنے کا اتنا ہی حق ہے جتنا آپکو ہے اور یہ چیز جسے بہت معمولی سمجھا جاتا ہے حقوق العباد کے زمرے میں آتی ہے۔

ذرا غور کریں

ذرا غور کریں ایک رات کا سفر تو جاگ کر بھی گذر جائے گا لیکن اگر اس بندے نے روز قیامت اپنے حق کا سوال کر لیا تو اس کا نتیجہ کیسا نکلے گا ہم اور آپ اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

گندگی اور بدبو سے مسلمان کی حق تلفی

اس طرح گندگی پھیلانے سے آس پاس والوں کو جو تکلیف ہوگی وہ بھی حق تلفی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسجد میں کوئی کچا لہسن یا کچی پیاز کھا کر نہ آئے (ترمذی باب ماجاء فی کراھیۃ اکل الثوم والبصل۔ حدیث نمبر ۱) کیونکہ اسکی وجہ سے دوسروں کو تکلیف ہوگی اور دیگر ساتھی جو "صاحب بالجنب" ہیں انھیں زحمت ہوگی۔

ایسے شخص پر جماعت معاف ہے

فقہاء کرام نے یہاں تک فرمایا کہ کسی شخص کے جسم سے خدانخواستہ بیماری کیوجہ سے بدبو اٹھ رہی ہو تو ایسے شخص پر جماعت معاف ہے، اگر جائے گا تو گناہ ہوگا۔ اسی طرح سگریٹ پینے والوں کو بھی خصوصی صفائی کرنی چاہیے کہیں انکے منہ سے تمباکو کی ناگوار بدبو دوسرے نمازیوں کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنے۔ ویسے تو خوشبو استعمال کرنا اچھی بات ہے لیکن گرمی اور برسات میں خصوصا اسکا خیال رکھا جائے کہ کہیں پسینے کی ناگوار

بدبو دوسرے ساتھیوں کی پریشانی کی باعث نہ بنے۔ لہذا ہر وہ کام جس سے اپنے ہم نشین کو تکلیف اور پریشانی ہو تو وہ سب کام صاحب بالجنب کے حقوق کے خلاف ہیں۔ اور یہ بھی دین کا اہم شعبہ ہے اور ہم یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ آدمی جتنا گندہ اور بد نظم ہو وہ اتنا ہی بڑا اللہ والا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو ایک دوسرے کے حقوق پہچاننے اور انھیں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العلمین